سوال

(61) نمازی کو سترہ کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنے کا حکم؟

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ نے اہل حدیث شمارہ نمبر ۲ مجریہ ۱۰ جنوری ۲۰۰۴ء میں نمازی کے سترہ کے متعلق لکھا ہے کہ ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نمازی کو سترہ کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنے کا حکم دیا اور بغیر سترہ کے نماز پڑھنے سے منع کیا ہے اور آپ کا امر وجوب اور نہی تحریم کے لئے ہے۔ ہاں، اگر کوئی قرینہ ہو تو امر وجوب کے بجائے استحباب کے لئے ہوتا ہے لیکن یہاں کوئی ایسا قرینہ نہیں ہے کہ آپ کے امر کو وجوب کے بجائے استحباب پر محمول کیا جائے، پھر نہی سے مراد بھی نہی تحریم ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ نماز کے لئے سترہ بنانا واجب ہے اور اس کے بغیر نماز ادا کرنا حرام ہے'' (الی آخرہ)

لیکن ہمارے سامنے کچھ ایسی احادیث اور آثار و قرائن ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ یہ امر وجوب کے لئے نہیں بلکہ استحباب کے لئے ہے، آپ ان کی وضاحت فرمائیں؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحۃ السؤال

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ، والصلاۃ والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے والد حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے ہمراہ شہر سے باہر ہماری رہائش گاہ میں تشریف لائے، وہاں صحرا میں آپ نے بایں حالت نماز ادا کی کہ آپ کے آگے سترہ نہیں تھا۔ [ابوداؤد، الصلوٰۃ: ۷۱۸]

وضاحت: ہم نے اپنے موقف کے لئے جو احادیث پیش کی تھیں وہ اپنے مفہوم میں صریح تھیں، اس کے برعکس یہ جو احادیث پش کی جاتی ہیں وہ صحیح نہیں، اگر صحیح ہیں تو اپنے مفہوم میں صریح نہیں ہیں۔ پش کردہ حدیث کے متعلق علامہ ابن حزم رحمہ اللہ کا تبصرہ ہے کہ یہ باطل ہے۔ اس وجہ سے انہوں نے یہ بیان کی ہے کہ عباس بن عبید اللہ بن عباس ہاشمی جو اپنے چچا حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کرتے ہیں۔ انہوں نے اپنے چچا کو نہیں پایا، اس انقطاع کی وجہ سے یہ حدیث ضعیف اور ناقابل استدلال ہے۔ [محلی ابن حزم: ۴/۱۳]

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس راوی کو ''مقبول'' لکھا ہے۔ [تہذیب التہذیب: ۵/۱۲۳]

مقبول راوی کی روایات اس وقت قبول ہوتی ہیں جب اس کی متابعت ہو، لیکن مذکورہ حدیث کی متابعت کسی صحیح یا حسن حدیث سے نہیں ہوتی، اگر ایک ضعیف حدیث کے مختلف طرق ہوں تو بعض اوقات اسے حسن لغیرہ کا درجہ حاصل ہو جاتا ہے، لیکن متعدد ضعیف روایات کا اجتماع انفرادی کمزوری کی تلافی نہیں کر سکتا۔ بہرحال یہ روایت ناقابل استدلال ہے، لہٰذا سترہ کا وجوب اپنی جگہ برقرار رہے گا، نیز پش کردہ حدیث کے آخر میں یہ الفاظ ہیں کہ گدھی اور کتیا آپ کے آگے کھیل رہی تھیں، آپ نے ان کی کوئی پروا نہیں

کی۔ حدیث کا یہ مضمون ان صحیح اورصریح احادیث کے خلاف ہے ،جن میں صراحت ہے کہ ایک دفعہ آپ نمازپڑھ رہےتھے اورایک بکری دوڑتی ہوئی آئی ،وہ آپ کے آگے سے گزرنا چاہتی تھی ۔آپ نے اپنا بطن مبارک دیوار کے ساتھ لگادیا حتی کہ اس بکری کوآپ کے پیچھے سے گزرناپڑا۔ [صحیح ابن خزیمہ : ۸۲۷]

یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ گدھی اورکتیا آپ کے سامنے گھومتی رہیں اورآپ اس کی پروانہ کریں ،جبکہ آپ ہی نے فرمایا کہ ’’کتا،گدھااور عورت ،ان کے نمازی کے آگے سے گزرنے سے نماز کاخشوع متاثر ہوتا ہے ۔‘‘ [صحیح مسلم ،الصلوٰۃ : ۲۶۶]

محدثین کرام رحمہ اللہ کاایک اصول یہ بھی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول وفعل میں تعارض ہوتوقول کوترجیح دی جاتی ہے اورفعل کوخصوصیت پر محمول کیاجاتا ہے ۔چنانچہ پیش کردہ حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کاایک فعل بیان ہواہے ،لیکن آپ کے متعدداقوال اس کے معارض ہیں ،لہٰذاان اقوال کوترجیح دی جائے گی ،مختصر یہ ہے کہ مذکورہ حدیث اس قابل ہی نہیں کہ اسے صحیح اورصریح احادیث کے مقابلہ میں پیش کیا جائے ،اگرکوئی ان کے معارضہ پراصرار کرتا ہے تواس میں آپ کا فعل بیان ہوا ہے ،جوآپ کے فرامین کے مقابلہ میں مرجوح ہے ۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے مسند البزار کے حوالہ سے حدیث نقل کی ہے : ’’رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نمازپڑھ رہےتھے اورآپ کے سامنے کوئی چیز بطورسترہ نہ تھی ۔‘‘ [فتح الباری : ۱/۲۶۶]

وضاحت : علامہ شوکانی رحمہ اللہ نے حدیث کوبایں الفاظ نقل فرمایا ہے کہ آپ کے سامنے کوئی ایسی چیز بطورسترہ نہ تھی جوہمارے اورآپ کے درمیان حائل ہو۔ [نیل الاوطار : ۳/۱۲]

ہمارے نزدیک اس حدیث کی صحت مسلم نہیں ہے کیونکہ اس کی سند میں عبدالکریم بن ابی المخارق راوی ہےجسے محدثین نے ضعیف قراردیا ہے ۔[تہذیب التہذیب : ۶/۳۷۶]

جن حضرات نے اسے صحیح کہا ہے انہوں نے اسے عبدالکریم الجزری خیال کیا ہے علامہ شوکانی رحمہ اللہ نے اس کی صحت کو تسلیم کرتے ہوئے یہ جواب دیا ہے کہ اس سے مطلق سترے کی نفی نہیں ہوتی ۔بلکہ ایسے سترہ کی نفی کرتی ہے جولوگوں اورآپ کے درمیان حائل ہو۔جیسے بلند دیوار وغیرہ ،جودونوں کے درمیان ایک دوسرے کو دیکھنے سے مانع ہو ۔محدث عراقی رحمہ اللہ نے بھی یہی موقف اختیار کیا ہے ۔ [مرعاۃ المفاتیح : ۳/۴۹۹]

لہٰذاایسی محتمل روایت صحیح اورصریح احادیث کے خلاف دلیل نہیں بن سکتی ۔واضح رہے کہ اس حدیث کے بنیادی الفاظ جوامام بخاری رحمہ اللہ نے نقل کیے ہیں ،وہ حسب ذیل ہیں :

’’حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں ایک گدھی پرسوار ہوکر آیا اورمیں اس وقت قریب البلوغ تھا ،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت دیوار کے سواکسی اورچیز کاسترہ کرکے لوگوں کونماز پڑھارہےتھے ،صف کے کچھ حصے سے گزرکرمیں اپنی سواری سے اترااورگدھی کوچرنے کے لئےچھوڑدیااورخودصف میں شامل ہوکر شریک نماز ہوگیا ۔کسی نے اس وجہ سے مجھ پراعتراض نہیں کیا۔‘‘ [صحیح بخاری : ۴۳۹]

امام بخاری رحمہ اللہ نے اس حدیث سے سترہ کوثابت کیا ہے ،جبکہ امام بیہقی رحمہ اللہ نے اس سے سترہ کی نفی کوثابت کیا ہے اوراس حدیث پر بایں الفاظ عنوان قائم کیا ہے ’’سترہ کے بغیر نمازپڑھنا ‘‘لیکن حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کامعاملہ انتہائی تعجب خیز ہے کہ وہ امام بخاری رحمہ اللہ کے قائم کردہ عنوانات سے احادیث کی مطابقت اورصحت استدلال کے لئے بڑی کوشش وکاوش کرتے ہیں ۔لیکن اس مقام پروہ امام بیہقی رحمہ اللہ سے متاثر نظر آتے ہیں اورفرماتے ہیں کہ اس حدیث سے سترے کے متعلق امام بخاری رحمہ اللہ کااستدلال محل نظر ہے ۔[فتح الباری : ۱/۴۳۹]

اگرحافظ ابن حجر رحمہ اللہ اورامام بیہقی رحمہ اللہ دقت نظر سے کام لیتے تومعاملہ اس کے برعکس ہوتا ،امام بخاری رحمہ اللہ کے پیش نظر یہ نکتہ تھا کہ حدیث میں ’’غیر جدار‘‘ کے الفاظ

ہیں اور غیر لفظ ہمیشہ کسی سابق کی صفت ہوا کرتا ہے ۔ اس لئے حدیث کا معنی یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دیوار کے علاوہ کسی دوسری چیز کو سترہ بنا کر نماز پڑھ رہے تھے ۔ نفی جدار کا فائدہ بھی اس وقت ہوگا کہ وہاں کسی دوسری چیز کا سترہ ہو بصورت دیگر یہ نفی لغو ہوگی ۔ نیز حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ دوران جماعت میرے صف کے کچھ حصے کے آگے سے گزرنے کے باوجود مجھ پر کسی نے اعتراض نہیں کیا ۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے سترہ موجود تھا وہاں سترہ مقتدی حضرات کے لئے کافی تھا، اس لئے اعتراض کی گنجائش ہی نہیں تھی ۔ اس حدیث پر ہم نے اپنی زیر ترتیب شرح بخاری میں سیر حاصل بحث کی ہے ۔ قارئین سے استدعا ہے کہ وہ اس کی تکمیل کے لئے دعا کرتے رہیں ۔

امام مالک رحمہ اللہ اس سلسلہ میں ایک صحابی کا عمل نقل کرتے ہیں کہ حضرت عروہ بن زبیر رحمہ اللہ نے صحرا میں سترہ کے بغیر نماز پڑھی ۔ [موطاامام مالک، باب سترة المصلی فی السفر]

وضاحت : اس حدیث میں صحابی کا نہیں بلکہ ایک تابعی کا عمل پیش کیا گیا ہے کیونکہ حضرت عروہ بن زبیر رحمہ اللہ تابعی ہیں ۔ صحیح احادیث کے مقابلہ میں ایک تابعی کے عمل کی کوئی حیثیت نہیں ہے ، ہاں اس سے پہلے حدیث میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا عمل بیان کیا گیا ہے کہ وہ سفر میں بھی سترہ کا اہتمام کرتے تھے ۔ [موطاامام مالک]

حضرت قرہ بن ایاس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں دو ستونوں کے درمیان نماز پڑھ رہا تھا کہ مجھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے گدی سے پکڑ کر سترہ کے قریب کردیا اور فرمایا کہ اس کی طرف رخ کرکے نماز پڑھ ۔ [صحیح بخاری، تعلیقاً مع الفتح : ۱/۵۷۷]

مصنف ابن ابی شیبہ میں اس روایت کو موصولاً بیان کیا گیا ہے ۔ [مصنف ابن ابی شیبہ : ۳/۳۷۰]

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ تم میں سے جب کوئی نماز پڑھے تو سترے کی طرف رخ کرکے پڑھے اور اس کے قریب کھڑا ہو، تاکہ شیطان اس کے آگے سے نہ گزر سکے ۔ [مصنف ابن ابی شیبہ : ۱/۲۷۹]

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سترے کا اس قدر اہتمام کرتے کہ اگر مسجد میں کوئی ستون نہ ملتا تو حضرت نافع رحمہ اللہ سے کہتے کہ تم اپنی پیٹھ میری طرف کرکے بیٹھ جاؤ تاکہ میں تیری طرف رخ کرکے نماز پڑھوں ۔ [مصنف ابن ابی شیبہ : ۱/۲۷۹]

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نمازی کی زیادتی اور بے انصافی یہ ہے کہ وہ سترہ کے بغیر نماز پڑھے ۔ [بیہقی : ۲/۲۸۵]

حضرت سلمہ بن الاکوع صحرا میں کسی پتھر کو سامنے گاڑ لیتے، پھر اس کی طرف رخ کرکے نماز پڑھتے ۔ [مصنف ابن ابی شیبہ : ۱/۲۷۸]

ان آثار سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تو نماز کے لئے سترہ کا ازحد اہتمام کرتے ۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحرا میں بایں حالت نماز ادا کی کہ آپ کے آگے کوئی چیز نہ تھی ۔ [مسند امام احمد : ۱/۲۲۴]

وضاحت : اس روایت کو سید سابق رحمہ اللہ نے سترہ کے استحباب کے پیش نظر اپنی کتاب فقہ السنہ میں بیان فرمایا ہے لیکن یہ روایت ناقابل استدلال ہے ، کیونکہ اس میں ایک راوی حجاج بن ارطاۃ ہے جسے محدثین نے ضعیف قرار دیا ہے ۔ [مجمع الزوائد : ۲/۶۶]

اس کے علاوہ یہ مدلس بھی ہے اور اس کی مذکورہ روایت ''عن'' کے صیغہ سے بیان کی ہے ۔ [تمام المنۃ : ۳۰۵]

علامہ البانی رحمہ اللہ نے (الاحادیث الضعیفہ رقم : ۵۸۰۴) اور علامہ عبید اللہ مبارک پوری رحمہ اللہ نے اس روایت پر سیر حاصل بحث کی ہے ۔ [مرعاۃ المفاتیح : ۲/۵۰۴]

علامہ بیہقی رحمہ اللہ نے اس روایت کے متعلق لکھا ہے کہ مذکورہ روایت کی تائید حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت سے بھی ہوتی ہے لیکن تائید میں پیش کی جانے والی روایت کے متعلق امام ابن حزم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ منقطع ہے کیونکہ عباس بن عبید اللہ نے اپنے چچا حضرت فضل بن عباس کو نہیں پایا، اس کے علاوہ ماہر فن ابن قطان فرماتے ہیں کہ عباس بن عبید اللہ مجہول ہے، جس کے حالات کا کوئی اتا پتا نہیں ہے۔ [تمام المنۃ: ۳۰۵]

نماز مغرب سے پہلے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سنتیں پڑھنے کے لئے ستونوں کی طرف جلدی کرتے، مسجد نبوی میں اس قدر ستون نہ تھے کہ تمام صحابہ کے لئے سترہ کا کام دے سکتے ،اس سے معلوم ہوا کہ دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سترہ کے بغیر نماز پڑھتے تھے۔

وضاحت: جس روایت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے اسے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب مؤذن اذان دیتا تو کبار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کھڑے ہوجاتے اور جلدی جلدی ستونوں کی طرف رخ کرکے نماز پڑھتے۔ یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاتے۔ [صحیح بخاری: ٦٢٥]

اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سترہ کا اہتمام کرتے تھے۔ کبار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سترہ کے لئے ستونوں سے کام لیتے، باقی ایک دوسرے کے پیچھے کھڑے ہوجاتے، پھر سامنے والی دیوار کو بھی سترہ بنا لیا جاتا تھا۔

ہمیں تعجب ہوتا ہے کہ جب ایک چیز صحیح احادیث سے ثابت ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل نے اسے مزید تقویت دی ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی اس پر عمل پیرا نظر آتے ہیں تو پھر اس قسم کے موہوم خدشات کے پیش نظر اسے نظر انداز کردیا جائے۔ بحرحال اس قسم کے دلائل وجوب سے استحباب کے لئے قرینہ صارفہ نہیں ہو سکتے۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت بیان کی ہے کہ آپ نے ان لوگوں پر اعتراض کیا جو کہتے ہیں کہ کتے، گدھے اور عورت کا آگے سے گزرنا قاطع الصلوۃ ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا شکوہ تب ہی درست ہوسکتا ہے جب نمازی کے سامنے سترہ نہ ہو۔ ایک اور روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاؤں کو ہاتھ لگاتے تو آپ اپنے پاؤں سکیڑ لیتیں اور جب آپ سجدہ سے فارغ ہوجاتے تو پاؤں پھیلا دیتیں۔ پاؤں کو سکیڑنا اور پھیلانا مرور ہی تو ہے؟

وضاحت: دراصل یہ کہنا چاہتے ہیں کہ رات کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز تہجد پڑھتے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آپ کے سامنے ہوتیں اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آپ کے سامنے بیٹھنے کو پسند نہ کرتیں، چنانچہ وہ پائینتی کی طرف سے کھسک کر لحاف سے باہر نکل جاتیں، اس طرح آپ کے سامنے سے گزر جاتیں اور آپ کے سامنے کوئی سترہ نہیں ہوتا تھا، لیکن روایات کے تتبع سے معلوم ہوتا ہے کہ یہاں دو واقعات ہیں۔

ایک واقعہ یہ ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا چارپائی پر ہوتیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نیچے اتر کر چارپائی کو سترہ بنا کر نماز پڑھتے۔ اس صورت میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا جنازہ کی طرح آپ کے سامنے لیٹی رہتیں، جب آپ کو ضرورت ہوتی تو پائینتی کی طرف کھسک کر باہر نکل جاتیں۔ اس میں آپ کے پاؤں کو ہاتھ لگانے اور انہیں سمیٹنے کی ضرورت ہی نہیں رہتی۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے اس صورت پر بایں الفاظ عنوان قائم کیا ہے ''چارپائی کی طرف رخ کرکے نماز پڑھنا'' یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے چارپائی بطور سترہ ہے۔ اگر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اٹھ کر چلی جاتیں تو چارپائی آپ کے سامنے رہتی اور سترے کا کام دیتی، امام بخاری رحمہ اللہ نے اس روایت کو متعدد مقامات پر بیان کیا ہے۔ (۵۰۸،۵۱۱،۵۱۲،۵۱۴،۵۱۹)

دوسرا واقعہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسی بستر پر نماز پڑھتے جہاں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا لیٹی ہوتی تھیں۔ اس صورت میں سترہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ذات گرامی ہوتی، چنانچہ سجدہ کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ رضی اللہ عنہا کے پاؤں کو دباتے تو وہ انہیں سمیٹ لیتیں سجدہ سے فراغت کے بعد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا انہیں پھیلا دیتیں۔ اس واقعہ میں لحاف سے نکل کر باہر جانے کی صورت میں ہے۔ اس روایت پر امام بخاری رحمہ اللہ نے بایں الفاظ عنوان قائم کیا ہے ''عورت کو سترہ بنا کر نوافل پڑھنا'' اسے بھی متعدد مقامات پر ذکر کیا ہے۔ (۵۱۳،۵۱۹،۱۲۰۹)

بہرحال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ گھر، مسجد، آبادی، صحرا، منیٰ، عرفات، بیت اللہ، الغرض جہاں بھی نماز پڑھتے سترہ کا اہتمام کرتے۔ آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی اس پر عمل پیرا تھے۔ اس لئے یہ نمازی کی ذمہ داری ہے کہ وہ خود سترہ کا اہتمام کرے، اہل مسجد کی ذمہ داری نہیں کہ وہ متعدد ''سترات'' کا مسجد میں بندوبست کرکے رکھیں۔ اس قسم کی سہولیات فراہم کرنا انتظامیہ کی ذمہ داری نہیں ہے۔ مؤمن کی شان یہ ہے کہ جب بھی کوئی معاملہ صحیح احادیث سے ثابت ہوجائے اس پر عمل پیرا ہونے کی فکر کرے نہ کہ اسے نظرانداز کرنے کے لئے موہوم خدشات یا پائے چوبین کا سہارا لے۔ [واللہ اعلم بالصواب]

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ اصحاب الحدیث

جلد:2 صفحہ:100